رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ط

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خدا تعالیٰ نے اسبات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میں اسکیطرف سے ہوں۔ اسقدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیجاویں۔ تو ان کی بھی اُس سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ وہ نہیں مانتے۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۱۷)

مضامین۔ بنام۔ ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل

قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور

چندہ مقامی خریداران (عہ)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے (ﷲ)

الفضل

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ ۔ مورخہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء مطابق ۔ ۱۲۔ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ ہجری ۔ نمبر ۴۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں ۔

مدرسہ تعلیم الاسلام ۔ چونکہ صبح کے وقت بوجہ شبنم لڑکوں کو فٹ بال کھیلنے میں دقت پیش آتی تھی ۔ اس لئے جناب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول نے اس دقت کو رفع کرنے کے لئے سکول کا وقت تبدیل کر دیا ہے۔ اب سکول ساڑھے نو بجے سے تین بجے تک لگیگا۔ سکول ٹائم میں فٹ بال اور ہاکی کھیلنے کا وقت بھی رکھا گیا ہے ۔

مدرسہ احمدیہ کی گراونڈز تیار ہو گئی ہیں ۔ صرف گول پوسٹ گاڑنے رہتے ہیں ۔ آج سے اس کا وقت بھی تبدیل ہو گیا ہے

تبلیغ ۔ حضرت فضل عمر نے جو رسالہ بنگال میں ترجمہ کروا کر شائع فرمایا تھا ۔ اس کا بہت اثر ہوا ۔ لطف یہ ہے کہ انگریزی خوانوں کے بہت خطوط مزید تحقیق کے لئے آرہے ہیں ۔

تازہ خبریں

حالت بدستور (لنڈن ۳ ستمبر) پیرس کی مراسلت جو کل گیارہ بجے شب کے شائع ہوئی ہے ۔ حالت کو بدستور ظاہر کرتی ہے

ایک سٹیمر کا بیان ۔ ایک فرنچ سٹیمر جو مالٹا پہنچا ہے ظاہر کرتا ہے کہ ہم نے ایک جرمن بے تار کا پیغام راستہ میں روک لیا جس میں تسلیم کیا گیا تھا کہ جرمن فوج بیمن کے انتہائی حصے پر متحدہ افواج کی پیشقدمی روکی نہیں جا سکتی ۔

غیر فیصلہ کن جنگ ۔ (لنڈن ۳۰ ستمبر) امسٹرڈم کے تار سے منکشف ہوتا ہے ۔ کہ جرمن سرکاری بیان اپنے داہنے بازو کی جنگ کو غیر فیصلہ کن بتاتا ہے ۔

آسٹروی توپخانہ بلجیم میں ۔ ۳۰ ستمبر ۔ جرمنوں نے ۲۹ کو بھی انٹورپ کے بیرونی قلعوں پر گولہ باری جاری رکھی ۔ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ آسٹریا کے وزنی توپخانہ کو استعمال میں لا رہے ہیں جرمنوں نے بلجیک قصبہ لائر متصل انٹورپ پر گولہ باری کی باشندے بھاگ گئے ۔ غالباً لائر برباد ہو گیا ہے ۔ ایک کثیر التعداد جرمن فوج بلجیک قصبہ مول پر قابض ہو گئی ہے وہ شہر کو اڑا دینے کی دھمکی دیتی ہے ۔ اگر مفرور باشندے پھر واپس نہ آئے ۔ انٹورپ کی فوج نے شہر سے نکلکر کئی موقعوں پر دھاوا کر کے دشمن کو بنقصان کثیر پسپا کیا ۔

جرمن بیڑہ ۔ ۳۰ ستمبر ۔ روسی خبر ہے کہ ۲۸ ۔ جرمن جنگی جہاز جن میں ۹ مصافی اور سات فوج لیجانیوالے جہاز تھے ۲۴ ستمبر کو بحیرہ بالٹک کے روسی بندر ونڈا کے قریب نمودار ہو کر جنوب رویہ غائب ہو گئے ۔ ۲۸ کو پھر اٹھارہ جرمن ڈسٹرائر مع ایک کروزر ساحل ونڈاوو کے قریب آئے اور کشتیاں پانی میں اُتار کر سمندر کا عمق جا بجا ناپنا شروع کر دیا مگر گولہ باری ہونے پر غائب ہو گئے (ونیڈاڈ لیبا سے اوپر خلیج ٹگ کے دہانہ کے متصل واقع ہے)

جاپان ۔ ۳۰ ۔ ستمبر ۔ ٹوکیو کا سرکاری تار ہے ۔ کہ جاپانیوں نے ۲۸ ۔ ستمبر کو سنگٹاؤ کے دو قلعوں پہ گولہ باری کی ۔ ایک انگریزی جنگی جہاز بھی شامل ہوا ایک قلعہ نے بیدلی سے بے اثر جواب دیا ۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پبلشر و مینیجر کے لئے شائع ہوا)

جنگ یورپ

۲۷ ستمبر کے واقعات

لنڈن ۲۷ ستمبر کا تار مظہر ہے۔ کہ جرمن فوج انٹورپ پر قبضہ کرنے کے سخت جدوجہد کر رہی ہے لڑائی میں سستی کی وجہ یہ ہے۔ کہ محاصرہ کی بڑی بڑی توپیں جو ۲۵۰۰ پونڈ (۳۱) من کا گولہ پھینکتی ہیں۔ اسقدر وزنی اور بڑی ہیں۔ کہ جن چبوتروں پر وہ رکھی جاتی ہیں ابھی تک ان کو خشک ہونے لگے گا۔ اس عرصہ میں بلجیم فوجیں جرمن کے آدمیوں کو خاک میں ملا رہی ہیں ۔

۲۸ ستمبر کے واقعات

جرمنز کی ناکامی۔ لنڈن ۲۸ ستمبر۔ اسٹنڈرڈ کی خبر ہے کہ مونز جل رہا ہے۔

۲۔ مسلسل حملہ۔ لنڈن ۲۸ ستمبر۔ وزیر جنگ کے اعلان سے پایا جاتا ہے۔ کہ جرمنز ۲۶ ستمبر سے ۲۷ ستمبر تک صف کے مقابل پر بڑی شدت سے دن رات حملہ کرتے رہے۔ وہ متحدہ افواج کی صف کو چیرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے۔ جس سے پایا جاتا ہے۔ کہ اعلےٰ کمان افسر نے انہیں لڑائی کا فیصلہ کرنے کے لئے حکم دے رکھا ہے۔ وہ صرف ناکام رہے۔ بلکہ ہم ایک پہلو پر غالب آئے۔ باوجود معرکہ کی اتنی سخت کوفت کے ہمارے سپاہیوں کے اخلاق اچھے تھے۔ ان میں اتنا جوش تھا۔ کہ آخر ان کو دست گریبان ہونے سے بمشکل روک سکتے تھے۔ دشمن مورچہ زن موقعوں کی پناہ میں ہے۔

بلجیم کی فتح۔ بلجیم کی فوج نے انٹورپ سے نکل کر جرمنز پر سخت حملہ کر کے بھگا دیا۔ اور آلوسٹ پر قبضہ کر لیا۔

جرمنز کی پسپائی۔ لنڈن ۲۸ ستمبر۔ جرمنز نے سیلنز پر پھر گولہ باری شروع کر دی ہے۔

لنڈن ۲۸ ستمبر۔ انٹورپ سے سرکاری بیان ہے کہ جرمن فوج جس میں ایک دستہ پیادہ۔ دو رسالہ اور توپخانے جن میں دو بہت بھاری تھے۔ آلوسٹ کے راستے برسلز سے شیرونڈی کو جا رہے تھے۔ [illegible] خط حریف اور حملہ پر حملہ کیا۔ لیکن پسپا ہوئے۔ اور بہت سے قیدی اور زخمی چھوڑ گئے۔

اسی وجہ سے انہوں نے میلنز پر گولہ باری کی۔ سٹیشن اور بہت سے گھروں کو برباد کر دیا۔ ۱۰ آدمی بھی ہلاک ہوئے۔ جرمنز گولہ باری کرتے ہوئے بلجیم فوج کے مقابل پر بڑھے۔ مگر سب کوشش یونہی ضایع گئیں۔ بلجیم فوج نے ان کے جناح پر حملہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انٹورپ کے نزدیک جو فتوحات تھیں۔ بلجیم ان پر قابض ہے۔

قیصر میدان جنگ میں۔ پیٹروگریڈ سے ٹائمز کو اطلاع ملی ہے۔ کہ یہ پختہ خبر ہے۔ کہ قیصر اب مشرقی پرشیا میں ہے اور وہاں ۲۲ کورز ہیں۔ اور فرانس اور بلجیم کے مقابلہ پر کل ۱۸ ہیں۔

ہنگری میں ہیضہ پھیلا ہوا ہے

جرمن کا نقصان۔ جرمن اموات کی تعداد ۱۹۹۲ ہے۔ لیکن جنگ کے آغاز سے لیکر ۲۳ ستمبر تک کل تعداد ۲۷۸۶۴ ہے۔

لنڈن ۲۸۔ ستمبر۔ سٹنڈرڈ کا نامہ نگار جنیوا سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ برٹش ہوائی جہاز نے ڈیفلین کے شیڈز کو تباہ کر دیا۔ اور اس دکان کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ جہاں یہ مرمت ہوتے ہیں۔

جرمن پسپائی۔ کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی ایلیس اور آرگون کے پاس دشمن نے پھر سخت حملے کئے۔ لیکن اس کو پسپا کر دیا گیا۔

جرمنز روس میں۔ لنڈن ۲۸ ستمبر۔ جرمنز مشرقی پرشیا میں سرحد کے پار ۱۸ میل سے آگے نہیں بڑھے سیووٹ زکن اور ڈرسکونو کی جہاں روسیوں کی لڑائی کرنے کی خبر آئی ہے۔ نیمن کے مغربی کنارے پر واقعہ ہیں۔

دریائے ابوب کے کنارے پر دلدلیں جرمن میمنہ کے حملہ میں سخت روک ہے۔ لیکن جرمن ایک جگہ وارسا پیٹرو گریڈ ریلوے سے ۱۸ میل پرے ہیں۔ لیکن روسی فوج اور دریائے نیمن اس ریلوے اور جرمنز کے درمیان ہیں۔

مقابلہ نقصان جہاز۔ ۲۳ ستمبر تک جرمن جہازوں کی تعداد جو پکڑے گئے ہیں۔ ۳۸۷ ہے۔ اور وزن ۴۰۰۰‏‏۱۱ ٹنز ہے۔ برٹش صرف ۸۶ اور وزن ۲۲۹۰۰۰۔ ان میں سے ۷۴ تو جرمن نے آغاز جنگ سے پہلے پکڑے تھے۔ اور ۱۲ غرق ہوئے۔ اور ۸ کشتیاں بحر شمالی میں سرنگوں سے غرق ہوئیں۔

۲۹ ستمبر کے واقعات

معرکہ عظیم۔ ایک چشم دید واقعات کا نقشہ جس کی تفصیل ہیڈ کوارٹرز سے اسطرح ہے۔ کہ بدھ وار ۲۳ ستمبر کا دن بالکل خالی کی مانند تھا۔ اس دن کوئی واقعہ سوائے پالسی کے نزدیک گولہ باری کے نہیں ہوا۔ ایک ہوا باز نے گولے پھینک کر دشمن کے توپخانہ کے گھوڑوں میں افرا دفری پیدا کر دی۔ اور کچھ گھوڑے ہلاک بھی ہوئے۔ جمعرات کو بالکل سکون تھا۔ جرمنز نے پرگسن کے قریب سخت گولہ باری کی۔ برٹش۔ فرنچ اور جرمن ہوائی جہازوں میں خوب لڑائی ہوئی۔ جرمنز کا ارادہ برٹش گنز اور سپاہ کا ٹھکانا معلوم کر کے اب محدود رقبہ میں گولے پھینکنے کا ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مقامی کاریگروں کو کام مل جائیگا۔

حالت بدستور ہے۔ لنڈن ۲۹ ستمبر۔ ہمارے بیرو سومی اور اوئس کے شمال میں دشمن نے حملے کئے۔ لیکن پسپا کئے گئے۔ مرالین کے شمال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ دشمن نے عین وسط میں گولہ باری جاری رکھی۔ ارگون اور میوز کے درمیان ہم تھوڑا سا آگے بڑھے۔ ووور بورائن اور ووسجز میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی۔

انٹورپ پر گولہ باری۔ ۲۹ ستمبر جرمن توپخانہ نے انٹورپ کے تین قلعوں پر بڑی دور سے گولہ باری کی۔ بوجہ زیادتی خرچ سامان کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا انٹورپ کے قلعہ نے بھی ترکی بترکی جواب دیا۔ اور جرمن گولہ باری بند ہو گئی۔

چار جہازوں کی غرقابی۔ شملہ ۲۹ ستمبر۔ کو سمبو خبر آئی ہے کہ ۲۶ اور ۲۷ ستمبر کو جرمن کروزر ایمڈن نے غربی ساحل ہند سے جزائر لکادیپ کے قریب چار سٹیمر غرق کر دیئے۔ اور رسیدہ جہازی کا کوئلہ بردار جہاز بورسک نامی پکڑ لیا۔ ان سٹیمروں کے اہل عملہ کو جہاز [illegible] گرانہ فیڈل پر سوار کر دیا۔ جو صبح کو کلمبو پہنچا۔ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان-دارالامان-۴-اکتوبر ۱۹۱۴ء

ہمارا مذہبی تفوق زمانہ جنگ میں بھی قائم ہے

آج کے الفضل میں کسی دوسری جگہ پر "اسلام اور تہذیب" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوتا ہے۔ اس میں چند ان مظالم کا ذکر ہے۔ جو یورپ کی مسلمہ مہذب سلطنت کی طرف دوران جنگ میں منسوب کئے گئے ہیں۔ سب سے بڑی شکایت ریمز کے تاریخی گرجے کے بارے میں ہے۔ جس پر دشمن نے گولہ باری کی۔ اور تمام دول یورپ میں صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ اور اس کا جواب جرمنی کی طرف سے یہ دیا گیا۔ کہ فرانس ہی اس کا ذمہ وار ہے۔ جس نے اس کے گرد لڑائی کی طرح ڈالی۔ اور تازہ تار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرمنوں نے پھر اس پر گولہ باری کی ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ دشمن کی یہ حرکت تمام مہذب دنیا میں نفرت کی نگاہ سے دیکھی جائیگی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ آیا عیسائیت کے پاس کوئی مذہبی دلیل اس فعل کی ممانعت میں موجود ہے اگر ہے۔ تو اسے پیش کرنا چاہیئے۔ ورنہ اس سے کم از کم یہ ثابت ہو گیا۔ کہ یہ مذہب مہذب و متمدنی دنیا کی مناسب حال نہیں۔ بلکہ وہ مذہب ان کی ضرورتوں کے مطابق ہو سکتا ہے۔ جو ایسی تمام ضروریات کو پورا کرنے والا ہو۔

ہم خدا کے فضل سے اپنی مذہبی کتاب قرآن مجید سے دکھا سکتے ہیں۔ کہ لڑائی کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ تمام مذاہب عالم کے معابد بربادی سے محفوظ رہ سکیں چنانچہ فرماتا ہے۔ ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے دفع نہ کرتا۔ تو خانقاہیں۔ گرجے۔ یہود کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں گرا دی جاتیں۔ جن میں بہت بہت خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ پس اس بناء پر مسلمانوں کو اپنے ساتھ دینی جنگ کرنے والوں کے مقابلہ میں جنگ کی اجازت دی ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ اذن للذین یقٰتلون بانھم ظلموا۔ اجازت دیگئی ان لوگوں کو جو مظلوم ہیں۔ اور کفار کی طرف سے جن کے ساتھ جنگ کی جاتی ہے۔ کہ وہ لڑیں تاکہ وہ مقامات جو خدا کی عبادت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ گرنے سے محفوظ رہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ اسلام اگر کبھی لڑائی کے لئے ہاتھ اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔ تو وہ بھی مذہبی آزادی کے لئے۔ اور فتنہ کو فرد کرنے کے لئے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

وقٰتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ کہ ان سے لڑو۔ یہانتک کہ فتنہ (بدامنی) نہ رہے۔ اور دین اللہ کے لئے ہو جائے۔ یعنی کوئی کسی کی خاطر یا کسی کے دباؤ سے دین کو قبول نہ کرے۔ بلکہ محض اللہ کے لئے حق سمجھ کر جس دین کو اپنے لئے بہتر سمجھے۔ قبول کرے۔ پھر اسلام لڑنے کا حکم دیتا ہے۔ تو صرف ان لوگوں سے جو جنگی سپاہی ہوں۔ جیسا کہ ارشاد ہوا۔

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا۔ لڑو۔ اللہ کی راہ میں۔ نفس کی خاطر نہیں۔ شجاعت کی خاطر نہیں۔ محض حصول ملک کے لئے نہیں۔ بلکہ مذہبی آزادی اور بدامنی کو مٹانے کے لئے۔ اور لڑو بھی صرف ان سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور اس میں بھی حد سے نہ بڑھو۔ کچھ زیادتی نہ کرو۔ دیکھو کس قدر قیود ہیں۔ مگر کیسے اعلیٰ ضوابط۔ کہ آجکل کی مہذب سلطنتوں میں جو کچھ بھی جنگ کے متعلق قرار دادیں ہوئی ہیں ان سب کا خلاصہ ان ہر سہ آیات میں پہلے سے موجود ہے۔ مثلاً ہیگ کانفرنس قتل عام کو نہایت برا سمجھتی ہے۔ شخصی جائداد پر تصرف ناجائز البتہ جنگی سامان اور گھوڑے وساز و سامان سب جائز ہے۔ غیر جانبدار اور مفتوحہ علاقوں میں اتنی سختی کی اجازت ہے۔ جو جنگی ضروریات اور مصالح کے ماتحت ناگزیر ہو۔ اسلام نے اس سے بھی بڑھکر عمدہ اور اعلیٰ حکم دیئے ہیں۔ چنانچہ غیر مسلموں کے حقوق کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ جن چیزوں پر ان کا قبضہ ہو۔ انہی کے پاس رہیں۔ ان کی صلیبوں اور مجسموں کو بھی نہ چھیڑا جائے ان کے پادری۔ پجاری بحال رہیں۔ ان سے کسی قسم کا انتقام نہ لیا جائے۔ اسی طرح جب کوئی فوج مقابلہ پر جاتی۔ تو اسے حسب ذیل ہدایات دی جاتیں۔

مثلہ نہ کرنا۔ یعنی کسی کے ہاتھ پاؤں۔ کان۔ ناک نہ کاٹنا۔ کہ اس میں لاش کی بے حرمتی ہے۔ جو فریق جنگ نہ ہوں۔ ان سے کچھ تعرض نہ ہو۔ عورتوں پر حملہ نہ ہو۔ بچوں کو تکلیف نہ دی جائے۔ بوڑھوں کو مشقت میں نہ ڈالا جائے۔ خواہ ان لوگوں کے متعلقین تمہارے ساتھ لڑ رہے ہوں۔ کوئی نخلستان نہ جلایا جائے۔ نہ کوئی ثمر دار درخت کاٹا جائے۔ نہ کسی بستی کو ویران کیا جائے۔ خیانت کسی معاملہ میں نہ ہو۔ مسلم کا کام نہیں۔ بلکہ وہ تو سینہ زوری بھی نہیں کرتا۔ جو چیز لو۔ جائز طور پر لو۔ چارپاؤں کو اذیت نہ دی جائے۔ غداری سے بہت بچو۔ عام رعایا کو ان کے مذہب کے متعلق پوری آزادی رہے۔ اور خود فاتح بن کر عیش و عشرت لہو ولعب میں نہ پڑ جانا۔ کسی کا خون بلا وجہ نہ بہانا۔ اسی طرح جب فتح حاصل ہوتی۔ تو لا یھدم لھم بیعۃ ولا کنیسۃ ولا یمنعون من ضرب النواقیس کی شرط بڑی فراخدلی سے قبول کر لی جاتی۔ غرض اس تمام بیان سے یہ ہے۔ کہ دنیا جسقدر بھی ترقی کرے۔ اور تہذیب و تمدن کے انتہائی مراتب طے کر جائے تو بھی اسلام وہ کامل و اکمل مذہب ہے۔ کہ اس کا متبع کسی کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ اپنا مذہبی تفوق زمانہ جنگ میں بھی ایسا ہی ثابت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ زمانہ امن میں۔ پس ایسے اعلیٰ مذہب کے پیرو ہو کر ہم اگر وہ کام کریں۔ جن سے اغیار میں ہمارے مذہب کی نسبت بدظنی پھیلتی ہو۔ یا اعلیٰ رائے قائم نہ ہو سکتی ہو۔ تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اسلام کے سچے پیرو بنیں۔ اور تمام ان انعامات کے وارث ہوں۔ جو محمد رسول اللہ (صلعم) کے اتباع پر موقوف ہیں۔

خریداران الفضل۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف (منیجر)

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح

۲۴ - ستمبر کے الفضل میں ہر صدی کے سر پر مجدد آنے کی حدیث کو قرآن مجید اور آئمہ حدیث کی تصدیق سے صحیح ثابت کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی بتایا تھا۔ کہ اس وعدہ کے مطابق ہر صدی کے سر پر مجدد ہوتے رہے۔ چنانچہ انہیں گیارہویں اور بارہویں صدی کے مجددین کے نام اور ان کے دعوے بھی لکھدیئے تھے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ جسکا جواب دینے سے تمام غیر احمدی عاجز ہیں۔ کہ اس چودھویں صدی کے سر پر کون مجدد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا تخلف نہیں کرتا۔ پھر مفاسد زمانہ اس امر کے مقتضی ہیں۔ کہ ضرور کوئی مصلح اعظم پیدا ہو۔ اور ضرور ہے۔ کہ وہ مصلح خدا کی طرف سے وحی پانیوالا ہو۔ اور جو اپنے اندر نہ صرف ایک نبی بلکہ تمام انبیاء کی شان رکھتا ہو۔ کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اس میں تمام وہ مفاسد جمع ہو گئے ہیں۔ جو آدم سے لیکر ابتک تمام قوموں میں انفرادی حالت میں تھے۔ اور دنیا کی حالت بمنزلہ ایک شہر کے ہو گئی ہے۔ اس لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ تمام جہان کے لئے ایک ہی مصلح ہو۔ تاکہ وحدت جو تمام کامیابیوں کی جڑ ہے۔ اس میں کسی قسم کا نقص لازم نہ آئے۔ اور جیسے شیطان اپنے تمام ہتھیاروں سے مسلح ہو کر قدس کے شہر پر حملہ آور ہوا ہے۔ ایسا ہی اس کا سر کچلنے والا مجموعی طور پر ان اسلحہ سے مسلح ہو۔ جنہیں اس کے اگلے پیشرو اپنے اپنے ملک و قوم کی ضرورت کے مطابق پہنکر آتے رہے ہے۔

یہی وجہ ہے۔ کہ جیسے رسول کریم خاتم النبیین کی خبر تمام انبیاء علیہم السلام دیتے آئے۔ کیونکہ انہی کے ہاتھ پر ادیان حقہ کی تکمیل مقدر تھی۔ اسی طرح تمام انبیاء کی کمالات کے جامع محمدؐ رسول اللہ صلعم نے اس مقدس وجود کی خبر دی۔ اور اسے اپنا سلام بھیجا جس کے ہاتھ پر تکمیل اشاعت ہدایت مقدر تھی کیونکہ اذا النفوس زوجت اور اذا الصحف نشرت کا یہی وقت تھا۔ اگر حضور انور پانچویں ہزار کے مجدد اعظم تھے۔ تو ساتویں ہزار کے مجدد مسیح موعود قرار پائے۔ اور یہ اس سنت اللہ کے مطابق ہے۔ جو قرآن مجید میں بایں الفاظ مذکور ہے۔ وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا۔ رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات ضرور ہے۔ اور ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون۔ اور اللہ کے نزدیک ایک دن ہزار سال کا اس حساب سے ہوتا ہے۔ جو ہم گنتے ہیں۔ اور ارشاد ہوتا ہے۔ کہ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ کالف سنۃ مما تعدون۔ ہر ہزار سال کے بعد ایک نیا انتظام ہوتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ ہفتہ کے سات دن دنیا کی عمر سات ہزار بتا رہے ہیں۔ اور جب پہلا ہزار ہدایت اور دوسرا گمراہی پھر تیسرا ہدایت اور چوتھا گمراہی۔ اور پانچواں ہدایت اور چھٹا گمراہی کا تھا۔ تو ضرور تھا۔ کہ ساتواں ہزار ہدایت کا ہو۔ اور سورۂ عصر کے اعداد سے نبی کریم کی بعثت پانچویں ہزار میں ثابت ہے۔ پس چھٹے ہزار کے آخر میں وہ آدم پیدا ہونا چاہیئے۔ جو بخلاف پہلے آدم کے شیطان پر کامل فتح پائے۔ اور اُسے اپنے روحانی حربہ سے ہلاک کردے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور چودھویں صدی کے سر پر وہ ساتویں ہزار کا مجدد اعظم مبعوث ہوا۔ جو چودھویں کے چاند کی مانند۔ آفتاب رسالت کا پورا انعکاس اپنے آئینہ قلبی میں رکھتا تھا۔ اور جسکا کام یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر بتایا گیا ہے صلیبی عقائد کا دارومدار مسیح کی حیات پر ہے۔ مگر دلائل بینہ و براہین قاطعہ سے جیسا کہ اس علمی زمانہ کا اقتضا ہے اس برگزیدۂ کبریا نے ثابت کردیا ہے۔ کہ مسیح تو مر چکا۔ اور ان مرنیوالوں کی طرح مرا۔ جو دوبارہ اس دنیا میں نہیں آتے۔ پس صرف ایک ہی ضربت سے ان صلیبی عقائد کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے علاوہ جسقدر بے غیرتی کے کام یا عقیدے تھے۔ ان کو آپ نے اپنے دلائل سے مٹا دیا۔ اور تمام مذاہب عالم پر پوری پوری حجت قائم کردی۔ ✤

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد

چند لطائف

یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر کے اعداد ۱۸۹۷ . اس کام کرنے والے کے سن ظہور کو بتا رہے ہیں۔ (۲) علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ تمام صدیوں کے سر پر وہ مبعوث ہوگا۔ جو دین اسلام کو از سر نو تازہ کریگا سو چودھویں صدی وہ صدی ہے۔ کہ اس میں تمام صدیوں کے سر ملتے ہیں۔ (۳) لیستخلفنھم کے اعداد ۱۳۰۵ ہیں۔ گویا تمام خلافتیں اس سن میں جمع ہونگی۔ اور یہ خاتم الخلفاء کا زمانہ ہے ✤

یہ لطائف کوئی بطور دلیل نہیں پیش کئے گئے۔ بلکہ ہمارا استدلال یہ ہے۔ کہ صحیح حدیث میں ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتا ہے۔ وہ مجدد خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جاتا ہے۔ یعنی مامور اس مجدد کا ایک کام ہوتا ہے۔ ضرور ہے۔ کہ جب وہ منجانب اللہ ہونے کا مدعی ہے۔ تو وہ کام کر کے فوت ہو۔ سو بتاؤ۔ کہ اس صدی کے سر پر اگر سیدنا مرزا غلام احمدؐ علیہ السلام نہیں۔ تو اور کون ہے۔ جس نے اسلام کے مخالفوں پر اتمام حجت کی۔ اور اسلام کی تائید ہے۔ اس کے ہاتھ پر نشان پر نشان ظاہر ہوئے۔ پھر ایک ایسی جماعت پیدا کی۔ جو دین اسلام کے لئے نہایت غیور ہے۔ اور جو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ کے پورے پورے مصداق ہوں۔ اگر کوئی اور نظیر موجود ہے۔ پیش کرو۔ ورنہ اس مجدد اعظم پر ایمان لاؤ۔ جو حدیث شریف میں مسیح موعود مہدی معہود کے نام سے اور قرآن مجید میں وآخرین منھم لما یلحقوا بھم کے سردار احمدؐ کے نام سے پکارا گیا ✤

باب التنقید

اسکندریہ کا کتبخانہ کب اور کس نے جلایا؟

(گذشتہ سے پیوستہ)

ٹالمی کا میوزیم موجودہ عجائب گھروں کی طرح عجیب اشیاء کا ذخیرہ نہ تھا۔ بلکہ ایک لاثانی محکمہ تہا۔ یہ شاہی محلات کا ایک حصہ تھا۔ جو ان علماء کے لئے خاص کر دیا گیا تہا۔ جن کا گذارہ اس فیاض بادشاہ کی فیاضی پر تھا۔ اور جن کے مطالعہ کو ترقی دینے کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی تھیں۔ کتب خانے جنمیں سات لاکھ جلدیں تھیں ۔ بالکل قریب تھے۔ اگر ایک باغ عالم علم نباتات کے مطالعہ کیلئے تھا۔ تو ایک چڑیا خانہ علم الحیوانات کے علماء کیلئے اور ایک دار التشریح عالمان علم تشریح کے لیے بھی موجود تھا۔ ہیئت والوں کو ان کے علم کے متعلق سب آلات ملے ہوئے تھے۔ یعنی کرہ فلکی۔ اسطرلاب زاویہ ناپنے کے بڑے بڑے آلات اور عکسی اوزار اور لینز سب مہیا تھے۔ یہاں شاعر۔ مورخ۔ ہیئت دان۔ ریاضی دان۔ فن تعمیر کے واقفکار کیمیا کے عالم۔ طبیب فاضل دینیات۔ جادوگر۔ نجومی۔ سب ایک چھت کے نیچے رہتے تھے۔ اور ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ بعض اوقات خود بادشاہ ان کے کھانے کی میز کی صدارت اختیار کرتا تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ عالموں فاضلوں کیلئے یہ زمانہ نہایت مبارک تھا۔ اسکندریہ میں ایک مرکز کی حیثیت سے ہر قوم اور ہر ملک کے لوگ تحصیل علم کے لئے آتے تھے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ ایک وقت میں ان لوگوں کی تعداد چودہ ہزار سے کم نہ تھی۔

جب ٹالمی نے اپنا تخت اپنے چھوٹے بیٹے ۔ ی خلڈ لفس کے سپرد کیا۔ تو اس نے بھی علم ادب اور فنون مختلفہ کے پھیلانے کے لئے اپنا مربیانہ ہاتھ بڑھائے رکھا۔ اس کے باپ کے قایم کردہ سلسلہ نے اس کے زمانہ میں اس کی غور و پرداخت پر بہت عروج حاصل کیا۔ علم الحیوانات کا مطالعہ خاص شوق سے کیا جاتا تھا۔ اور بہت سی علمی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ اس کا بیٹا ٹالمی ثالث بھی جو اسکا جانشین ہوا۔ اشاعت علم کا بڑا حامی تھا۔ اور اس نے بھی اسکندریہ کے کتبخانہ کو بہت کچھ ترقی دی۔ غرض یہ پہلے تین ٹالمیوں کا زمانہ تھا۔ جس میں اسکندریہ نے بحیثیت یونانی تہذیب اور شائستگی کے مرکز کے بہت رونق حاصل کی۔ اور جس میں شاہی کتب خانہ اسکندریہ کا اکثر حصہ جمع کیا گیا۔ مصر کے آخری بادشاہ بہت آرام طلب اور عیش و عشرت میں مستغرق تھے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بہت سے انقلابات کے بعد مصر ۳۰ سال قبل مسیح روما کا صوبہ بن گیا۔ سکندریہ کی فلاسفروں کی جماعت نے جو احسان علم اور سائینس کے ہر شعبہ کے متعلق دنیا پہ کئے ہیں۔ بہت زیادہ ہیں اس درسگاہ نے بعض دنیا کے سب سے بڑے آدمی پیدا کئے ہیں۔ مثلاً اقلیدس جو حساب دان تھا۔ ساموس کا باشندہ ارستارخوس جس نے تین سو سال قبل مسیح حرکت ارضی کا فیثا غورس کا بتایا ہوا اصل ثابت کرکے آپ کو ممتاز کیا۔ ارشمیدس سائرکس کا ریاضی دان ہیرکس یونانیوں کا نیوٹن اور ہیئت دان۔ اعظم ٹالمی جو ڈیڑھ سو سال قبل مسیح گذرا ہے۔ بہت بھاری مدد جو اس درسگاہ کے ذریعہ موجودہ سائینس کو ملی ہے۔ وہ طبعی مسائل پر ایک خاص رنگ میں تنقید کرنا ہے۔ جو بعد ازاں علم طبعیات کی دریافت کا سچا اور حقیقی طریقہ ثابت ہوا جسمیں کہ مشاہدہ اور تحقیقات برائے تجربہ اور ایک محتاط طریق سے واقعات کی چھان بین نے قیاسی اصولوں اور ان خیالات کی جنکی بناء زمانہ قدیم کے استنباطات اور غلط تشبیہات پر رکھی گئی تھی۔ جگہ لے لی۔

اب آپ کو معلوم ہوچکا ہوگا۔ کہ مصر کے دار الخلافہ میں ایک شاہی کتب خانہ موجود تھا۔ اور یہ کہ اس کتب خانہ کی بناء مسیحیت سے پہلے کے بت پرست بادشاہوں نے رکھی تھی۔ اور یہ کہ اس لائبریری میں اسوقت کی دنیا کی سب معلومہ کتب موجود تھیں۔ جو کہ یونانیوں کی کوشش سے مختلف جگہوں سے حاصل کی گئی تھیں۔ اب جبکہ لائبریری کا وجود ثابت ہوگیا ہے۔ یہ امر معلوم کرنا باقی رہگیا ہے۔ کہ کب اور کس کے ہاتھوں یہ تباہ ہوئی ہے۔ اور خصوصاً یہ بات دریافت کرنیوالی ہے۔ کہ آیا یہ مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے اسے اپنے ابتدائی مذہبی جوش فتح کی نہ بجھنے والی پیاس اور بت شکنی کی اندھی خواہش کے ماتحت اس لائبریری کو جلادیا۔ جیسا کہ یورپ میں عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کی نسبت کوئی براہ راست شہادت تو موجود نہیں۔ کسی ایسے مورخ نے خواہ وہ مسیحی ہو۔ خواہ بت پرست۔ خواہ یہودی ہو۔ خواہ مسلمان جو عربوں کے سکندریہ فتح کر لینے کے وقت موجود تھا۔ یا جو شہر پر قبضہ کرنے کے وقت حاضر تھا۔ یا اس زمانے کے اتنا قریب تھا۔ کہ وہ کسی ایسے شخص سے جو اس زمانہ کا تہا۔ یا اس واقعہ کا شاہد تھا۔ کچھ معلوم کر سکے۔ اس معاملہ کی طرف ذرہ بھی اشارہ نہیں کیا۔

مورخین یورپ نے اس بحث میں جن مستند اہل قلم پر اعتبار کیا ہے۔ وہ چار ہیں۔ ایک ابو الفرگس آرمینیا کا مورخ۔ تین عرب کے مصنف حاجی خلیفہ مقریضی اور عبد اللطیف بغدادی۔ ہم ان مصنفوں کی تصانیف کا پورا پورا اور منقدانہ جائزہ لیں گے۔ ابو الفرگس ۱۲۲۶ بعد مسیح ملاشیا (ایشیائے کوچک) میں پیدا ہوا۔ اوائل عمر میں اس کی تربیت جیکو بائیٹ (ایک عیسائی فرقہ) میں ہوئی جسے اس کے باپ نے جو ایک یہودی حکیم تھا۔ اختیار کیا تھا۔ وہ اپنی وسعت علم دینی تعلیم اور غیر زبانوں میں قابلیت کی وجہ سے اپنی عمر کے اکیسویں برس میں گوبا میں لشپ کے عہدہ پر ممتاز کیا گیا۔ آخیر میں وہ پرامیٹ مقرر کیا گیا۔ جو کہ لاٹ پادری سے دوسرے درجہ پر ہوتا ہے۔ اس کی تصانیف میں سے نہائت ہی مشہور کتاب عرب کے رؤساء کی تاریخ ہے۔ جو کہ پہلے پہل سیریا کی زبان میں لکھی گئی۔ جو فاضل مصنف کی وسیع تحقیقات سے بھری ہوئی علمیت کا پتہ دیتی ہے۔ اسی نے اپنی اس تاریخ کا خلاصہ عربی زبان میں بھی لکھا تھا۔ جسکا ترجمہ لاطینی زبان میں کرکے ڈاکٹر پوکوک نے ۱۶۶۴ء عیسوی میں سب سے پہلے یورپین دنیا تک پہنچایا۔ اس خلاصہ اور اصل تاریخ کا بعض واقعات میں اختلاف ہے۔

ان میں سے ایک (حضرت) خلیفہ عمر رض کے حکم کے ماتحت کتبخانہ اسکندریہ کی تباہی کا ذکر ہے۔ جو پہلے ہیں موجود ہے جو گبن لکھتا ہے۔ کہ جب سے ابو الفرگس کی تاریخ رؤساء دنیا میں لاطینی زبان میں ترجمہ کرکے شائع ہوئی۔

اس وقت سے یہ کہانی دوبارہ سہ بارہ نقل کی گئی - مشہور مورخ لکھتا ہے - کہ میں اپنی نسبت تو کہہ سکتا ہوں - کہ میں اپنے آپ کو اس بات پر مجبور پاتا ہوں کہ اس کہانی اور جو کچھ اس سے نتیجہ نکالا گیا ہے - دونوں کا انکار کر دوں -

پیشتر اس کے کہ ہم اس بحث میں پڑیں - کہ ابوالفرگس کی شہادت کہاں تک قابل اعتماد ہے - ہم ذیل میں "مختصر الدول" ابوالفرگس کے عربی خلاصہ میں سے ایک حصہ کا لفظی ترجمہ جو اس واقعہ کے متعلق ہے دیتے ہیں +

اور اس وقت جان جسے ہماری زبان میں فلپس کے نام سے پکارا جاتا ہے - عرب میں مشہور ہو گیا تھا - وہ اسکندریہ کا باشندہ اور جیکو بائیٹ عیسائی تھا - بعد ازاں وہ عیسائی عقیدہ تثلیث کا منکر ہو گیا - اس پر مصر کے تمام پادریوں نے اکٹھے ہو کر اسے اس بدعتی عقیدہ کو ترک کرنے کے لئے کہا - لیکن اس نے ان کی بات نہ مانی - جس کی وجہ سے اسے اس کے عہدہ سے گرا دیا گیا تھا - وہ بڑھاپے کی عمر تک زندہ رہا - یہانتک کہ جس وقت عمرو ابن العاص نے اسکندریہ فتح کیا - اس نے اپنے آپ کو عمرو کے ہاں پیش کیا - چونکہ عمرو نے اس کی قابلیت کی بابت پہلے ہی سنا ہوا تھا - اس لئے جان کی اس نے بہت عزت کی - اور اس کی منطقیانہ مناظروں کو سنا - جن سے اہل عرب بالکل بے بہرہ تھے - ان مباحثات کا عمرو کے دل پر اتنا گہرا اثر ہوا - کہ وہ اس پر فریفتہ ہو گیا - عمرو ہوشیار - صاحب عقل - اور دور اندیش آدمی تھا - اس لئے جان کی صحبت کو اس نے اپنے لئے لازم کر لیا تھا - اور کبھی اسو اپنے سے جدا نہ ہونے دیتا -

ایک دن جان نے عمرو سے عرض کی - کہ آپ اسکندریہ میں ہر شے کے مالک ہیں - ہمیں ان اشیاء پر جو آپ کے قبضہ میں ہیں - اور جو آپ کے لئے مفید ہیں - کوئی اعتراض نہیں - لیکن ان چیزوں سے کہ جو آپ کے لئے مفید نہ ہوں - ہم زیادہ مستحق ہیں - عمرو نے دریافت کیا - کہ آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے - جان نے جواب دیا - کہ مجھے فلاسفی کی کتابوں کی ضرورت ہے - جو شاہی کتب خانے میں ہیں - عمرو نے جواب دیا - میں اس کی بابت حضرت خلیفہ عمر رضؓ کی منظوری کے بغیر کوئی حکم نہیں دے سکتا - عمرو نے جان کی درخواست حضرت خلیفہ عمر کے پاس بھیجدی - جسکا موصول جواب ذیل میں درج ہے - ان کتابوں کے متعلق جن کی بابت آپ نے دریافت کیا ہے - اگر وہ کلام الٰہی (قرآن شریف) کے مطابق ہیں - تو اس کتاب کی موجودگی میں ان کتب کی کوئی ضرورت نہیں - اگر ان کے مضامین کلام الٰہی کے مخالف ہیں - تو انہیں تباہ کر دینا چاہیئے - عمرو نے ان کتابوں کو اسکندریہ کے غسلخانوں میں جلانے کے لئے بانٹنا شروع کیا - اور ان کے جلائے جانے میں قریباً چھ ماہ خرچ ہوئے - اس سے تم اس واقعہ کی عظمت کو سمجھو - اور تعجب کرو -

ابوالفرگس عیسائی گرجا کا عالی قدر پادری تھا - اس نے میتھیو پارس کے عہد کے قریب ہی ترقی پائی - جسکا قصہ اس بات کے بیان میں کہ مسلمان سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے - پہلے ہی بیان کیا جاچکا ہے - علاوہ ازیں یہ واقعہ اس نے اسکندریہ کی فتح کے چھ سو سال بعد لکھا ہے - اور یہی پہلا مصنف ہے جس نے پہلے پہل اس کہانی کو اس شکل میں مشتہر کیا - جیسا کہ فرض کیا جاتا ہے - ہم نے یہ فقرہ کہ جیسا کہ فرض کیا جاتا ہے - اس لئے لکھا ہے - کہ ہمارے پاس کوئی معتبر خبر نہیں - جس سے یہ ظاہر ہو سکے - کہ ابوالفرگس نے ہی اس واقعہ کو بیان کیا ہے - اس واقعہ کا اس بڑی اور اصل کتاب میں نہ پایا جانا جو اس نے سیریا زبان میں لکھی تھی کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا -

اس سے ہمیں خیال پیدا ہوتا ہے - کہ کتبخانہ اسکندریہ اور اس کی بربادی کا ذکر "مختصر الدول" خلاصہ تاریخ بزبان عربی میں کسی تیز طبع مصنف کی تحریف ہے جس نے اس بڑے مورخ کی سند کے پردہ میں ایک عام گپ کو چھپانا چاہا ہے - اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ ابوالفرگس نے اس واقعہ کا ذکر اپنے عربی خلاصہ میں کیا بھی ہے - تو اس سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ یہ واقعہ سچا ہے +

کیونکہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے - ہر زمانہ میں اور ہر خطے میں بعض روایتی حصہ جات صدیوں تک نسلاً بعد نسلاً چلے آتے ہیں - جو بعض تیز طبع کہانیاں بنانے والوں کے دماغ کا اختراع ہوتا ہے - جن کا سوائے اس کے کوئی اعلیٰ مقصد نہیں ہوتا - کہ ان کہانیوں کو بہت سے مبالغہ آمیز اور تفصیلی حالات سے دلچسپ اور اشتعال انگیز بنا دیں -

یہ بالکل درست ہے - کہ ایک زمانہ میں اسکندریہ میں کتب کا ایک بڑا ذخیرہ موجود تھا - اور وہ کتب خانہ تباہ بھی ہوا - یہ سب تاریخی واقعات ہیں - جیسا کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں - یہ ہو سکتا ہے - کہ مسیحی قصہ گوؤں نے نیک نیتی کے ساتھ ان واقعات سے کچھ اشارات حاصل کئے ہوں - اور اپنے قومی اور دینی دشمنوں کے چال چلن کو تاریک کرنے کے لئے ان سے من گھڑت کہانیاں بنالی ہوں - اس طریق سے ہو سکتا ہے - کہ یہ کہانی مسیحی ایجاد ہی ہو - جو کہ نسلاً بعد نسلاً مسیحی باشندوں میں بیان ہوتی چلی آئی ہو - اور ابوالفرگس نے بحیثیت ایک مسیحی پرائیٹ کے اسی طرح اس کہانی کو اپنی کتاب میں نقل کر دیا ہو +

لیکن خواہ کچھ بھی ہو - یہ بات بالکل معقول ہے کہ ایسے مشتبہ حالات کے ماتحت کسی مذہبی دشمن کی کمزور شہادت کی بنا پر اتنا بڑا بھاری الزام کسی قوم پر نہیں لگایا جا سکتا - خصوصاً جبکہ وہ مذکورہ واقعہ کے ۶۰۰ سال بعد ایشیائے کوچک میں ہوا ہے - اور سکندریہ کے اس واقعہ کی بابت اس نے ایسے وقت میں لکھا ہے جبکہ مذہبی عناد اسقدر غالب تھا - کہ اس کے ملنے والے واقعات کو توڑ مروڑ کر اپنے مفید مطلب بنا لیتے تھے -

اس قصہ کا بے بنیاد ہونا بھی بہت طرح سے ثابت ہے چنانچہ ہم اگلے پیراگراف میں اس پر روشنی ڈالیں گے +

(باقی آئندہ)

درس قرآن شریف کے نوٹ

حضرۃ خلیفۃ المسیح مولانا نورالدین

خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف کے نوٹ چار روپے میں دفتر الفضل سے طلب فرماویں - (حجم ۴۰۲ صفحے)

اسلام اور تہذیب

مغربی دل ودماغ میں اسلام کے متعلق پیدا ہونیوالے اعتراضوں میں سے ایک بہت بڑا اعتراض یہ بھی ہے کہ فاتحانِ اسلام نے اپنی تلوار کے زور سے علمی کتب خانوں - مذہبی مکانوں اور عالی شان صنعتی اور کاریگری کی یادگاروں کو بغض اور عناد کے جوش میں آکر تباہ و برباد کر دیا تھا جو ایک مہذب اور شائستہ قوم کی شان کے شایاں نہیں ہے یہ اعتراض کر کے جن لوگوں نے اسلام کے منور چہرہ کو چھپانا چاہا ہے وہ چند ایک غلط اور بے بنیاد روائتوں کی اوٹ لینے کے سوا کچھ نہیں کر سکے - کیونکہ اسلام کے مذہبی لٹریچر اور صحیح تواریخی حالات سے واقفیت رکھنے والے اصل حالات کو خوب جانتے ہیں کہ وہ قوم جو دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے اٹھی ہو اور وہ قوم جس کا کام لوگوں کے دلوں سے بغض و عناد دور کر کے بھائی بھائی بننے کی تعلیم دینا ہو - اور جس کا مقصد وحید خلق اللہ کی اصلاح اور درستی ہو اور تمام دنیا کو ایک واحد ہستی کے ساتھ وابستہ کرنا ہو ایسے کاموں کی مرتکب نہیں ہو سکتی - جن کی وجہ سے وہ اپنے مقاصد کو خود ہی تباہ کر دے - - - - مسلمان وہ قوم ہے جس کی بعثت کی غرض قرآن مجید ان لفظوں میں بیان فرماتا ہے :-

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر - یعنی اے مسلمانو! خدا تعالیٰ نے دنیا کی سب قوموں سے تمہیں اسلئے بہتر بنایا ہے - کہ تم لوگوں کو بھلائی سکھاؤ اور برائی سے بچاؤ - اگر ایسے پاک اور پسندیدہ مقاصد کو زیر نظر رکھنے والی قوم ان افعال کی مرتکب ہو سکتی ہے جو کہ یورپین متعصب مصنف اس کے سر تھوپتے ہیں تو کیا وہ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ وہ قومیں جو صرف ملک گیری کی حرص و آز سے مجبور ہو کر اپنی جوع البقر کے لئے دوسرے ممالک پر حملہ آور ہوتی رہی ہیں اور اب ہو رہی ہیں - ان کی نسبت کیا کہا جا سکتا ہے - اسلام کی فتوحات کا سیلاب نہ بخت نصر کی طرح تھا - جس نے بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی نہ ایرانیوں کی طرح تھا - جو بابل کو تباہ و برباد کر کے چلے گئے نہ رومیوں کی طرح تھا - جنھوں نے وحشیانہ جذبات کو کام میں لاکر کارتھیج کی زمین کو خون اور آگ سے بھر دیا - نہ سکندر کی طرح تھا - جس نے ایران کی سرزمین میں وہی کچھ کیا جو ایرانیوں نے بابل میں کیا تھا - نہ تاتاریوں کی طرح تھا جنھوں نے بغداد کو کھنڈروں کا ڈھیر بنا دیا - بلکہ ایک ابر رحمت تھا - جس نے اُجڑی ہوئی آبادیوں اور علم و تمدن کی برباد شدہ بستیوں میں از سر نو جان ڈالدی - اور جس نے دنیا کو کفر و شرک ظلم و فساد اور شور و شر سے پاک کر دیا - اگر مسلمانوں سے پہلی قومیں ملکوں کی بربادی اور تباہی کا موجب بنیں تو مسلمان ویرانوں کی آبادی اور اجڑوں کو بسانے میں ممتاز ہوئے یہی وجہ ہے کہ ان قوموں کی یادگاریں ان کے تباہ کردہ ممالک کی کتب سیر و تاریخ میں ایسی عبرتناک اور پُر درد سین پیش کر رہی ہیں کہ دل کانپ جاتا ہے لیکن اسلام جس ملک میں گیا اس نے وہاں کی حالت کو اگر خراب تھی تو اچھی اور اگر اچھی تھی تو بہتر اور بہترین بنا دیا - اگر اسلام سے عناد اسطرح کا بغض اور عناد رکھنے والوں کے ذہن سے یہ واقعات اُتر گئے ہیں - یا انھیں آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتے - تو وہ صفحہ روزگار پر کندہ اور تواریخ کے اوراق پر نوشتہ واقعات کو نہیں مٹا سکتے جو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایران نے تباہیوں اور بربادیوں کے بعد اسلام ہی کے آغوش میں آکر امن اور سلامتی کا منہ دیکھا - اور اسی اسلام ہی کے زیر سایہ اس کی تہذیب اور تمدن کے وہ نقش و نگار جو پھیکے پڑ گئے تھے پھر روشن ہو گئے - یونان کے علوم و فنون کا جھنڈا جو مدت سے گر چکا تھا - وہ بھی اسلام ہی کے ذریعہ کھڑا ہوا - مصر اور شام نے عہد اسلام میں ہی ترقی حاصل کی ہے - ٹائٹس کے ہاتھوں تباہ شدہ بیت المقدس کی تقدیس صرف اسلام نے ہی دوبارہ قائم کی - اور یہود .. کو وہاں امن نصیب ہوا - اسلام نے جس کمزور حالت سے ترقی کی تھی - وہی اس کی تہذیب کے لئے ایک کافی اور بین دلیل ہے - ایک یتیم اور بیکس انسان کا اس کی بنیاد رکھنا اور اتنے قلیل عرصہ میں اس کو اسقدر عروج حاصل ہونا کہ شاہانِ عالم کا اس کے رعب اور ہیبت سے کانپنا اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ اسلام میں وہ تمام صفات موجود تھیں جن کی گرویدگی بڑے بڑے بہادروں اور ناقابل تسخیر حوصلہ رکھنے والے انسانوں کو اپنے حلقہ اطاعت میں لانے کے لئے آسانی سے کامیاب ہو سکتی تھیں مسلمانوں کا رعب انکے جبر و تشدد اور قہر و غضب کی وجہ سے نہیں تھا - کیونکہ مسلمانوں نے کبھی جبر و تشدد سے کام نہیں لیا - بلکہ انکو حکم تھا - ولا يجرمنكم شنان قوم على الا تعدلوا - اعدلوا هو اقرب للتقوى واتقوا الله ان الله خبير بما تعملون - یعنی تمہارے جوشِ انتقام کو کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے حد سے زیادہ نہیں بڑھنا چاہیئے - کیونکہ تم تو دنیا میں عدل و انصاف رحم اور ہمدردی کے قائم کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو اس لئے تمہیں چاہیئے - کہ دشمنوں سے لڑتے وقت بھی انصاف کو ہاتھ سے نہ دو اور جس بات میں انکی اصلاح سمجھو اسی بات کو اختیار کرو - یہی تقوےٰ کے قریب تر راستہ ہے - اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو - ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ظاہرہ طور پر تو تم ان سے برا سلوک نہ کرو - لیکن تمہارے دل میں انکی طرف سے ایسا بغض اور کینہ بھرا ہوا ہو جو عدل اور انصاف کے خلاف ہو - اگر ایسا کرو گے تو یاد رکھو کہ اللہ ہر ایک بات کی جو تم کرتے ہو یا تمہارے دلوں میں ہے خبر رکھتا ہے - اور اس سے تم کچھ چھپا نہیں سکتے - کیا ایسی قوم جس کو ان کی خون کی پیاسی دشمن قوم کے مقابلہ میں بھی حکم ہوتا ہے کہ ذرا بھی عدل و انصاف کے راستہ سے نہ ڈگمگانا وہ کتب خانوں کے جلانے - معابد کو برباد کرنے اور دوسرے ایسے کام کرنے کی مرتکب ہو سکتی ہے ہرگز نہیں یہ ایک بہتان ہے - جو کہ مسلمانوں پر اہل یورپ کی طرف سے لگایا گیا تھا لیکن جیسا کہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ کوئی جھوٹا الزام لگانے والا اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا جب تک کہ وہی الزام اسپر واقعہ میں وارد ہو کر عوام الناس میں اس کی تشہیر نہ ہو جائے وہ یورپ جو اسلام پر اپنی تہذیب کے پردے میں الزام لگاتا تھا - آج اپنے گھر میں جنگ و جدال واقعہ ہونے کے سبب ایسے ایسے منظر دنیا کو دکھا رہا ہے - جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - اور وہ اعتراض جو محض تعصب کی وجہ سے اسلام پر کئے جاتے تھے - آج انہی مہذب قوموں کے ہاتھوں واقعیت کا جامہ پہنکر دنیا کی تماشا گاہ میں رونما ہو رہے ہیں ؛

موجودہ جنگ میں ابتداء سے لیکر اب تک اہل جرمن جن جن افعال شنیعہ کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ ایسا تکے

ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ آجکل کے جنگ و جدال اور اسلامی غزوات میں مشرق و مغرب کا فرق ہے مسلمان اگر اپنی حفاظت اور دنیا میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے شمشیر بکف ہوتے تھے۔ تو اس وقت ایسی بھی سلطنتیں ہیں جو ناجائز طور پر اپنے لئے مفاد حاصل کرنے اور اور کمزوروں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاتی ہیں۔ اور اپنے فائدہ کے لئے نہ کسی مذہبی معبد۔ نہ کسی کتب خانہ اور نہ کسی صنعتی یادگار کی پرواہ کرتی ہیں۔ اور وہ افعال جو مسلمانوں کے لئے بدنما دھبہ سمجھے جاتے تھے ان کے لئے روا اور جائز ہو جاتے ہیں۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق میدان جنگ سے آئی ہوئی خبریں بڑی وضاحت اور صفائی سے کرتی ہیں۔ چنانچہ ۱۵۔ستمبر کو اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ "رنس جیسے تاریخی شہر میں داخل ہوتے ہر انسان کا دل کانپ جاتا ہے وہ اب کھنڈرات کا ڈھیر ہے۔ جرمن یہاں دس دن رہے۔ اور جاتی دفعہ محض تفریحاً اسے فنا کرتے گئے"۔

لنڈن۔ ۱۶ ستمبر۔ "والوردمیں جرمنوں نے بڑے ظلم کئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے ہسپتال میں آگ لگا دی"۔ ان چھوٹے چھوٹے واقعات سے قطع نظر کرکے جو جرمنوں نے تفریحاً اور تماشہ بینی کی غرض سے کئے ہیں اور بہت سے ایسے واقعات ہیں جو انسانی تہذیب اور تمدن کو شرمندہ کرنے کے کافی سے بڑھ کر ہیں۔ چنانچہ انھوں نے بلجیم کا ایک شہر لووین جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ جو کہ تاریخی لحاظ سے ایک خاص حیثیت رکھتا تھا۔ یہ شہر برسلز (جو بلجیم کا دار الخلافہ ہے) کی ترقی سے پہلے چودھویں صدی میں بلجیم کا دار الخلافہ تھا۔ ۱۳۰۰ء میں اس کو پوری ترقی اور کامل عروج حاصل تھا اس وقت اس کی آبادی پچاس ہزار تھی۔ ۱۴۲۶ء میں اس شہر میں ایک یونیورسٹی قائم ہوئی جو کہ باقی سب یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تھی۔ اور آجکل بھی بلجیم کے سارے علاقہ میں اور کوئی یونیورسٹی اس کا لگا نہیں کھا سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ایک بڑی عظیم الشان لائبریری قائم کی گئی تھی۔ جس میں جرمنوں کے جلانے کے وقت ستر ہزار مطبوعہ اور پانچ سو کے قریب غیر مطبوعہ کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس شہر کی آبادی ۴۵ ہزار کے قریب تھی۔ اور اپنی عالیشان عمارتوں کی وجہ سے جو کہ اعلیٰ درجہ کی کاریگری اور صنعت کا نمونہ تھیں قابل دید تھا۔ اس میں ایک بہت بڑا ہوٹل تھا جو ۱۴۴۸ء سے ۱۴۶۳ء تک قریباً پندرہ سال میں بنکر تیار ہوا۔ اور اس کے بنانے میں کاریگروں نے اعلیٰ درجہ کی کاریگری کے بڑے بڑے کمال دکھائے تھے۔ اس کے سامنے ایک بڑا بھاری گرجا تھا جو ۱۴۹۳ء میں بنایا گیا تھا۔ یہ گرجا سات حصوں میں منقسم تھا۔ اور اس کے ایک حصہ میں شاہی خاندان کی قبریں تھیں۔ اسکے علاوہ شہر میں چار اور قابل دید گرجے تھے۔ لیکن اس شہر کو تباہ کرنے میں جرمنوں نے نہ تو اس کے تعلیمی مرکز ہونے کا لحاظ کیا۔ نہ انھیں اس کے عظیم الشان علمی کتب خانہ کا خیال آیا اور نہ گرجا جو انکے نزدیک بھی مقدس اور واجب التعظیم تھا ان کی دست درازی سے محفوظ رہ سکا۔ وہ اس گرجے کے جلانے کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا ہے لیکن وہ اس قیامت خیز تباہی کا کیا جواب دینگے جو انہوں نے ریمس کے گرجے کے ساتھ خاص طور پر روا رکھی ہے۔ جس کے متعلق لنڈن سے ۲۲۔ستمبر کا تار اس تفصیل کو ہم تک پہنچاتا ہے کہ "ریمس سے ایک نامہ نگار تار میں بیان کرتا ہے کہ چار ہزار آدمیوں نے ہیڈ بیک کی کوٹھڑی میں پناہ لی۔ ایک گرجے کے متعلق جس کی دیواریں ابھی کھڑی تھیں۔ اسکے پادری نے بیان کیا کہ ۱۲۵ آدمی زخمی اندر پڑے ہیں۔ ان کھنڈرات کے ڈھیر پر سرخ جھنڈا گاڑ دیا گیا ہے مگر شکستہ دیواریں برابر گر رہی ہیں۔ دو زخمی مر گئے ہیں۔ گرجا کا اندرونی حصہ اینٹ چونے شیشے کے ٹکڑوں اور خمیدہ شہتیروں کا انبار بن رہا ہے جرمنوں نے جب وہ پیرس کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ پہلے ۴۔ماہ حال کو ریمس پر حملہ کیا۔ اور اس کے بعد ۱۹۔ماہ حال کو گولہ باری شروع کر دی اور لگاتار بڑے گرجا پر گولہ باری کرتے رہے۔ آخر اس میں آگ لگ گئی اور وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا"۔

یہ ہیں وہ واقعات جو آجکل کے پُر تہذیب زمانہ میں یورپ کی ایک مہذب سلطنت سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں جو باوجود عیسائی ہونے کے اپنے غیظ و غضب کے ہاتھوں مجبور ہو کر کسی بڑے سے بڑے گرجے اور مقدس سے مقدس عمارت کی خلعت تقدیس کو گولہ اور بارود کے ذریعہ پارہ پارہ کرنے سے ذرا نہیں جھجکتی۔ جہاں جہاں ایسے واقعات ہو رہے ہیں وہاں جب کبھی اس فتنہ و فساد کی آگ پر صلح کا پانی پڑ چکیگا۔ تو دیکھنے والے لوگ صدیوں تک راکھ کے تودے اور کھنڈرات کے ڈھیر دیکھتے رہیں گے اور ہزاروں برس تک وہ رونق اور شادابی جو اب رخصت ہو چکی ہے واپس نہیں آسکے گی۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ اسلامی فتوحات اس طرح قہر و غضب کا انقلابی سیلاب نہ ہوتی تھیں جو آتا اور سب کچھ بہا کر لے جاتا تھا بلکہ مفتوح ممالک کے لئے باران رحمت ہوتا تھا جو کہ اجڑی ہوئی بستیوں کو آباد کرتا اور مردہ علوم و فنون میں جان ڈال دیتا تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کا کام عمارتیں جلانا۔ کتب خانے تباہ کرنا اور مخلوق خدا کو بلاؤں اور مشکلات میں مبتلا کرنا نہیں تھا۔ بلکہ ان کا مقصد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تھا۔ اسلئے ان کا ہر قدم نیکی کی طرف اٹھتا۔ اور ہر آواز بھلائی کے لئے بلند ہوتی تھی۔ اور یہی تہذیب اور اصلی شائستگی ہے ◆

دُعا

یا اللہ۔ ان حرفوں کے کاتب پر اپنا فضل و رحم فرما۔ اور اس کو صراط مستقیم پہ چلنے کی ہدایت فرما اور اس کو جمیع تفکرات سے رہائی دے اور شر دشمنان و مخالفین سے اپنے فضل و کرم سے بچا۔ اور غریب الوطنی میں عزت و تکریم سے رکھ آمین ◆

راقم الحروف خادم سلسلہ احمدیہ خادم المسیح الزمان از ماست بھوپال

برادرانہ اطلاع

ہمارے دفتر میں حال ہی میں ایک نئے ایجنٹ ڈرافسمین کی مستقل جگہ بمشاہرہ ۱۱۰ سے ۱۵۰ تک دس روپیہ سالانہ ترقی منظور کی ہے۔ جلد ایک آدمی اسجگہ پر رکھا جانیوالا ہے۔ اگر کوئی احمدی بھائی اسجگہ کے قابل ہوں تو

Col. J. K.
Crastar Engineer in Chief
N. W. Ry. Lahore.

کے نام پر درخواست معہ نقول سرٹیفکیٹ جلد بھیجدیں۔ ریلوے کے کام کا خاص تجربہ ہونا ضروری ہے۔ اسٹیمیٹ اور ڈرائنگ وغیرہ سے بخوبی واقف ہو اور انگریزی میں خط و کتابت و گفتگو اچھی طرح سے کر سکتا ہو جو صاحب انجینئر انچیف کو درخواست بھیجیں وہ مجھے بھی بذریعہ خط فوراً اطلاع دیں اور درخواست میں صراحت بھی لکھیں ... کہ معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک جگہ فلاں عہدہ کی آپکے ہاں خالی ہوئی ہے ◆ محمد عثمان قریشی احمدی ہیڈ ڈرافسمین دفتر انجینئر انچیف ریلوے۔ لاہور ۱۵۔ستمبر ۱۹۱۴ء

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح و المہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ تیسواں - سورۃ البروج

بقیہ رکوع اول

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۗ

نہایت فریب خوردہ ہے وہ قوم جو کہتی ہے کہ خدا کسی کو بخش نہیں سکتا۔ اور گناہ بخشوانے کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ خدا تو بخشنے والا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے۔ بخش دیتا ہے اور وہ تو بڑی محبت کرنے والا ہے اور ذوالعرش ہے کسی کا ملازم نہیں کہ جس طرح تم کہتے ہو ایک مجسٹریٹ کسی کو معاف نہیں کر سکتا تو خدا کس طرح کرتا ہے۔ مجسٹریٹ ملازم ہوتا ہے۔ لیکن خدا کسی کا ملازم نہیں وہ تو خود سب کا مالک ہے۔ اور بڑا بزرگی والا ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے ؎

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۙ فِرْعَوْنَ وَ ثَمُوْدَ ؕ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ تم اس وقت خیال کرو گے کہ یہ بڑی بڑی حکومتیں کس طرح ہلاک ہو جائینگی۔ کیا تمہیں پہلی قوموں کی خبر نہیں پہنچی۔ ثمود اور فرعون کے لشکروں کو کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا۔ جبکہ ان بڑی بڑی سلطنتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا تھا۔ تو ان کو بھی ہم ہلاک کر سکتے ہیں ؎

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۙ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۚ

وہ لوگ جو کافر ہوئے۔ اور انھوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا پکڑا کہ پیچھے سے ان کا احاطہ کر لیا۔ پیچھے سے احاطہ کرنا خطرناک عذاب کے لئے آتا ہے ؎

ماہران جنگ کا یہ اُصول ہے کہ جب وہ مقابلہ کے لشکر کو کمزور پاتے ہیں تو ان کا ارد گرد سے احاطہ کر لیتے ہیں۔ تاکہ وہ بھاگیں تو ان کو روک کر تباہ کر دیا جائے۔ اور پھر دوبارہ ان کو مقابلہ کی جرأت نہ ہے۔ اس آیت سے مُراد یہ ہے کہ کفار کو ملائکہ عذاب کے وقت بھاگنے کا راستہ نہیں دیتے ؎

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۧ

جب یہ نشانات ظاہر ہوں گے تو ثابت ہو جائیگا کہ قرآن بڑی بزرگی والا اور محفوظ لوح میں ہے یعنی اس میں کوئی ملاوٹ کی بات نہیں ہوگی۔ جو کچھ اس میں ہوگا وہ اسی طرح واقعہ ہوگا ؎

سورۃ الطارق رکوع اول

۱۱ - جون سنہ ۱۹۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس طرح ایک باپ اور ایک ماں اپنے لڑکے یا لڑکی کی نسبت متفکر رہتے ہیں اور پسند نہیں کرتے کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو ماں باپ سے بہت زیادہ شفیق اور مہربان ہے وہ بھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے بندے ہلاک ہو جائیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ہر مصیبت کے ساتھ ایک راحت ہر رنج کے ساتھ ایک خوشی ہر تکلیف کے ساتھ ایک آرام رکھ دیا ہے بڑے بڑے مصائب انسان پر آتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے وقفہ مل ہی جاتا ہے بڑے سخت سے سخت مریض پر بھی چوبیس گھنٹوں میں ایک ایسا وقت آتا ہے جبکہ اس کو آرام مل جاتا ہے اور رات کو خواہ اس کو کتنا ہی دکھ ہو۔ لیکن نیند اپنے آغوش میں لے کر اس کے دکھ کو بھلا دیتی ہے یا اگر رات کو آرام نہ ہو تو دن میں ضرور کسی وقت آرام مل جاتا ہے۔ اور لگاتار ایک سلسلہ مرض نہیں رہتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے کہ سزا بھی دیتا ہے تو ساتھ رحمت کو بھی مدنظر رکھتا ہے۔ اور سزا ضرورت کے مطابق دیتا ہے۔ ہر ایک تکلیف دہ چیز کے ساتھ راحت کے سامان لگے ہوئے ہیں۔ جس ملک میں کوئی بیماری زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں اس کا علاج بھی پایا جاتا ہے۔ اور جس جگہ کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ اسی جگہ اس کے دُور کرنے کے اسباب بھی ہوتے ہیں۔ غرضیکہ ہر ایک اندھیرے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نور رکھا ہوا ہے۔ رات آتی ہے۔ لیکن پھر دن چڑھتا ہے اور روشنی میں لوگ اپنے آرام و آسایش کے سامان جمع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ فان مع العسر یسرا - ان مع العسر یسرا - کہ اگر انسان پر ایک تنگی آتی ہے تو اس کے ساتھ دو راحتیں ہوتی ہیں۔ جب رُوحانی تاریکی کا زمانہ آتا ہے۔ تو ساتھ ہی بڑا عظیم الشان مصلح پیدا ہوتا ہے۔ اور جس طرح رات کے بعد دن چڑھ کر تاریکی کو دُور کر دیتا ہے۔ اسی طرح رُوحانی رات کے بعد خدا تعالیٰ اپنے فضل سے کوئی پاک بندہ پیدا کر دیتا ہے ؎

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ذرا غور تو کرو کہ آسمانی معاملات میں کیا کیا تغیرات ہوتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب رات کی تاریکی بڑھ جاتی ہے تو صبح کا ستارا نمودار ہوتا ہے جس

کیا معلوم کہ طارق کیا ہے ۔ طارق بڑا چمکتا ہوا ستارہ ہے ۔ تم اس سے نتیجہ نکالو کہ ہر تاریکی کے بعد روشنی ہے ۔ یہی رُوحانی دنیا کا حال ہے ۔ جب رات بڑھ جاتی ہے تو پھر ستارا نمودار ہوتا ہے ۔ جس سے اندھیرا دور ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔ پھر خدا تعالیٰ کا نور ظاہر ہو کر بالکل تاریکی مٹا دیتا ہے ؃

طارق ۔ (۱) ہر ایک ستارہ کو کہتے ہیں (۲) رات کے وقت دروازہ کھٹکھٹانے والا (۳) صبح کا ستارا (۴) اللہ تعالیٰ نے خود اس کی تشریح فرما دی ہے کہ طارق سے مراد نجم الثاقب ہے ؃

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۔ نہیں کوئی جان مگر اس پر ایک نگران مقرر ہے ۔ کیا پھر تم سمجھ نہیں سکتے ۔ ہر ایک نفس اپنے اندر غور کرے تو اُسے معلوم ہو جائے ۔ کہ جس طرح دنیا پر رات آتی ہے ۔ اور وہ ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ اس کے بعد دن چڑھتا ہے ۔ اسی طرح اس پر جو مصیبت آتی ہے وہ بھی ہمیشہ نہیں رہتی ۔ اور سخت سے سخت مُصیبت کے وقت بھی کوئی وقت آرام کا آجاتا ہے کیونکہ ہر ایک نفس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نگران مقرر ہیں ۔ وہ انکی حفاظت کرتے ہیں ۔ یعنی ہر ایک مصیبت کے بعد راحت کے سامان ہوتے ہیں ۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اس بات پر غور کرے کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے ۔ انسان تو ایک بہت حقیر چیز سے پیدا کیا گیا ہے ؃

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۔ انسان ایک بہنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے ؃

يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۔ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۔ وہ پانی پیٹھ اور سینے کی درمیانی جگہ سے نکلتا ہے (اس میں لطیف پیرایہ میں جو خلاف تہذیب بھی نہ ہو ۔ منی کے نکلنے کی جگہ کی طرف اشارہ فرمایا) اگر انسان اس پر غور کرے تو اسے پتہ لگ جائے کہ خدا تعالیٰ اسکے لوٹانے پر قادر ہے ؃

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۔ اُسدن جبکہ پوشیدہ باتیں کھول دی جائینگی یہاں اللہ تعالیٰ نے کلام الٰہی کی ضرورت پر بتایا ہے ۔ کہ قرآن کریم کی ہر زمانہ میں ایک ایسی ہی ضرورت ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے ۔ کہ دنیا کی تاریکی چاہتی ہے کہ روشنی آئے ؃

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان حالات کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ جب خدا نے دنیاوی حفاظت کے سامان مہیا کئے ہیں تو کیوں رُوحانی حفاظت کے نہیں کئے ہونگے ۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ کس حقیر چیز سے انسان بنایا گیا ہے ۔ اور جب خدا نے انسان کو اتنی حقیر چیز سے بڑھا کر انسان بنا دیا ۔ اور پھر اس کی حفاظت کے لئے بڑے بڑے سامان پیدا کئے ۔ تو کیا یہ سب کام لغو ہی ہے اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا ضرور نکلیگا اور ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور ایسا وقت انسان پر آئیگا جبکہ اس کا محاسبہ ہوگا ؃

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۔ پس اس دن انسان کی کوئی طاقت نہ ہوگی اور نہ اس کو کوئی مدد دینے والا ہوگا ؃

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس طرح دنیاوی حفاظت کے سامان بند نہیں ہوتے ۔ اسی طرح رُوحانی حفاظت کے سامان بھی کبھی بند نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ جاری رہتے ہیں ۔ اور تاریکی کے بعد ہماری طرف سے پاک لوگ آتے ہیں اور دنیا کی ہدایت کا باعث بنتے ہیں یہ کام ہمیشہ جاری رہتا ہے ۔ اس کے لئے شہادت کے طور پر ہم بادل کو پیش کرتے ہیں جو کہ بار بار آتا ہے ؃

سما ۔ بادل ۔

رجع ۔ بارش کے بعد بارش یعنی پے در پے ہونیوالی بارش کو کہتے ہیں ؃

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۔ اور اس زمین کو شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں یعنی اس میں سے سبزہ پھوٹتا رہتا ہے ۔ پس اس نظارہ کو دیکھ کر سمجھ لو کہ یہ قرآن بھی ایک زمانہ کے لئے نہیں بلکہ ہر زمانہ میں اس سے شگوفے نکلتے رہتے ہیں ۔ یعنی اس کی تائید کے لئے مامور اور مجدّد پیدا ہوتے رہینگے

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۔ کفار کہیں گے ۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے (جس طرح آجکل مُسلمان کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں آسکتی) یہ ہم نے جھوٹی بات نہیں کہی ۔ بلکہ بڑی سچی اور حق اور باطل میں امتیاز کر دینے والی بات ہے ، لغو نہیں ہے ؃

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۔ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۔ یہ شریر لوگ ہمیشہ شرارتیں کرتے رہتے ہیں اسلئے میں بھی ایک تدبیر کی ہے تم دیکھ لو ۔ کہ اگر شریروں کی شرارتیں ایک خاص زمانہ سے مختص ہیں تو خدا تعالیٰ کا کلام بھی ایک ہی زمانہ سے مختص ہے لیکن اگر شریر ہر زمانہ میں شرارتیں کرتے رہتے ہیں تو خدا کا کلام کیوں ہر زمانہ میں نہیں ہونا چاہیئے ؃

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۔ تو ان کا فردن کچھ چھوڑ تو سہی ۔ میں ہر وقت ان کا قلع قمع کرنے کے لئے تیار ہوں ؃

اس سورہ میں گویا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی ضرورت اور وقت کے متعلق فرمایا ہے کہ اترنے کے وقت سے لیکر ہر زمانہ کے لئے اس کی ضرورت ہے ۔ پھر انبیاء کی ضرورت بیان فرمائی اور پھر فرمایا کہ قرآن کریم کی تائید کے لئے مامور ۔ مجدد ہوتے رہینگے ۔ پھر کفار چونکہ ہر زمانہ میں شرارتیں کرتے ہیں ۔ اسلئے ہم بھی انکے مقابلہ میں تدابیر کرتے رہینگے ۔ نجم الثاقب میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے کہ چونکہ شیطان تدابیر کرتا ہے اسلئے اس کے مقابلہ میں نجم الثاقب آتے رہینگے ؃